ایک انگریز کی حضرت سے ملاقات

دلچسپ اور مفید مکالمہ

(پروفیسر کلیمنٹ ریگ ایک مشہور سیاح ہیئت دان اور لیکچرار ہے۔ اوس کا اصلی وطن انگلستان میں ہے آسٹریلیا میں بہت مدت تک وہ گورنمنٹ کا ملازم افسر صیغہ علم ہیئت رہا۔ سائنس کے ساتھ پروفیسر مذکور کو خاص دلچسپی ہے اور چند کتب میں تصنیف کی ہیں۔ جبکہ حضرت لاہور میں تشریف لائے۔ تو پروفیسر اوس وقت یہیں تھے اور اوس نے علم ہیئت پر ایک لیکچر ریلوے اسٹیشن کے قریب دیا تھا۔ اور ساتھ میجک لینٹرن کی روشنی سے اجرام فلکی کی تصویریں دکھائی تھیں۔ یہ لیکچر میں نے بھی سنا تھا۔ وہاں لیکچر میں پروفیسر کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص اندھا دھند عیسائیت کی پیروی کرنیوالا نہیں بلکہ غیر متعصب اور انصاف پسند ہے اس واسطے میں نے اسے ملا اور حضرت اقدس کے دعوی مسیحیت و مہدویت اور اوس کے دلائل سے اوس کو خبر کی۔ ان باتوں کو سنکر وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں تمہاری دنیا کے گرد گھوما ہوں اور میں تو ایسے ہی آدمی کی تلاش میں ہوں اور حضرت کی ملاقات کا از حد شوق ظاہر کیا چنانچہ وہ اور اوس کی بیوی دو دفعہ حضرت کی ملاقات کیواسطے احمدیہ بلڈنگ میں آئے اور علمی سوالات کئے۔ ان میں سے پہلی گفتگو درج ذیل کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر)

ابتدا

انگریز۔ میں اور میری بیوی آپ کی ملاقات کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتے ہیں۔

مسیح۔ میں آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوں۔

انگریز۔ میں ایک سیاح ہوں اور علمی مذاق کا آدمی۔ کائنات عالم پر نظر کرتے ہوئے جب میں دیکھتا ہوں کہ زمین و آسمان میں طرح طرح کے عجائبات بھرے پڑے ہیں اور نظام شمس کا احاطہ اس قدر وسیع ہے کہ عقل چکر کھا جاتی ہے۔ تو میں یقین نہیں رکھتا کہ ان کا بنانے والا خدا کسی خاص فرقے یا کسی خاص کتاب میں محدود ہو۔ مسلمانوں کا مذہب بھی ہے۔ عیسائیوں کا بھی۔ یہودیوں کا بھی۔ میں کسی کی خصوصیت نہیں کرتا۔ میں صداقت کو چاہتا ہوں۔

خدا کسی خاص قوم کا نہیں

مسیح۔ واقعی یہ بات صحیح نہیں کہ ایک خاص فرقے ایک خاص قوم میں خدا اپنا مقام رکھتا ہو۔ صحیح بات یہی ہے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے اور جیسا کہ ظاہری اجسام کے لئے سب کی پرورش کرتا ہے اور اوس نے انسان کے جسمانی آرام کے لئے اجرام سماوی۔ ہوا۔ اناج۔ پانی وغیرہ اشیاء پیدا کیں۔ ویسا ہی وہ روحانی زندگی کے لئے بھی سامان مہیا کرتا رہتا ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی قرآن میں لکھا ہے کہ خدا رب العالمین ہے۔ وہ ہر زمانہ میں ہر قوم کی اصلاح کے لئے اپنے پاک بندے بھیجتا رہا ہے اور بھیجتا رہے گا۔ وہ وقتاً فوقتاً اصلاح کرتا رہا اور کرتا رہیگا وان من امة الا خلا فیها نذیر۔ یعنی کوئی بستی اور قوم نہیں جس میں خدا کیطرف سے نذیر نہیں آیا۔ کتابوں میں جو اختلاف ہے۔ وہ درحقیقت اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر زمانہ میں قابل اصلاح امور کی اصلاح ہوتی رہی ہے اس کی مثال طبیب کے نسخے سے دیجاتی ہے جوں جوں بیمار کی حالت بدلتی جاتی ہے۔ نسخہ بھی بدلتا جاتا ہے دنیا میں جب اعمال کا فساد بڑھ جاوے اور لوگوں کی عملی زندگی بالکل خراب ہو جاوے اور اعتقادات میں بھی فساد ہو جائے۔ لوگ خدا کو چھوڑ کر بت پرستی کیطرف مشغول ہو جائیں تو اوس کی عزت تقاضا کرتی ہے کہ کسی مصلح کو پیدا کرے۔ اصلاح خدا کے قانون قدرت سے باہر نہیں جیسے ہم لوگوں کے لئے وہ ہوا وہ برسات وہ اناج مفید نہیں جو آدم کے وقت تھا۔ بلکہ تازہ ہوا تازہ برسات تازہ اناج کی ضرورت ہے اور ضرور ہے کہ ہمارے لئے الگ موسمی برسات ہو۔ اسی طرح خدا کی عادت ہے۔ کہ آسمانی سلسلہ کی گذشتہ پرورش ہمارے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی خدا کا منکر ہے تو اوس کے لئے بحث کا الگ طرز ہے اگر کوئی خدا کے وجود کا قائل ہے تو ان دو سلسلوں کو مقابل رکھ کر فائدہ حاصل کرے یعنی ایک جسمانی سلسلہ اور ایک روحانی سلسلہ۔ جیسے وہ خدا موسمی برسات و ہوا سے جسمانی سلسلے کو تازہ کرتا رہتا ہے اسی طرح روحانی سلسلہ کو روحانی بارش سے۔ اگر جسمانی سلسلے کی پرورش کرنے والی اشیاء ناپیدا ہو جاویں تو وہ سلسلہ نہیں رہتا۔ اسی طرح اگر ہمیں۔ کہ روحانی سلسلے کے لئے جو کچھ تھا۔ (از قسم وحی و الہام و نشانات) وہ پیچھے رہ گیا۔ تو روحانی سلسلہ بھی موقوف سمجھو اور یہ ناممکن ہے۔ پس کیا یہ ضروری نہیں کہ ہر زمانہ میں معارف و تازہ حقائق پیدا ہوں۔

انبیاء کا جو سلسلہ چلا آتا ہے اس کو ایک ہی نقطہ سے رد کر دینا ٹھیک نہیں۔ جو لوگ اپنے پاس ثبوت رکھتے ہیں ان کو معمولی استدلال کہنے سے کہ یہ معمولی آدمی ہوں رد نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اگر کسی کا حق ہے تو یہ کہ وہ ثبوت طلب کرے۔ سو ہم بتاتے ہیں۔ کہ ہمارا ثبوت قصے کہانیوں پر موقوف نہیں بلکہ سامنے موجود ہے جو اس وقت موجود ہے۔ بڑے سے بڑا ہیئت دان نظام شمسی پر نظر ڈالنے سے صنعت مزاج ہوگا۔ تو یہ کہیگا۔ کہ کوئی اس کا صانع ہونا چاہیئے مگر نبی یہ بتاتا ہے کہ واقعی "خدا" ہے

دنیا کب سے ہے

انگریز۔ یہ ایک چھوٹی سی زمین ہے۔ میں یقین کرتا ہوں اور بھی کئی زمینیں ہیں اور اور بھی کئی سلسلے ہیں۔ مجھے یہ عقیدہ غلط معلوم ہوتا ہے کہ صرف چند ہزار برس سے دنیا کی پیدائش شروع ہوئی۔ اور خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا۔ پھر ایک پھل کھانے سے ان کی سب اولاد گنہگار ہو گئی۔

مسیح۔ ہم کب کہتے ہیں کہ صرف یہی زمین ہے جس میں خدا کی مخلوق ہے۔ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آیا۔ اگر کسی اور ستارے وغیرہ میں آبادی ہے اور ایسی مخلوق اس میں ہے جو نبوت کی محتاج ہو۔ تو خدا نے وہاں بھی ضرور نبی پیدا کئے۔ دوسرا عقیدہ بھی غلط ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ولا تزر وازرة وزر اخرى۔ کوئی کسی کے لئے گنہگار نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ہرگز یہ مذہب نہیں۔ کہ اسی چھوٹی سی زمین میں جو ہم سے نزدیک ہے اور اسی کے لئے سب سلسلہ ہے۔

حقیقت گناہ

انگریز۔ دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں گناہ کس چیز کو کہتے ہیں۔ ایک ملک کے آدمی ایک چیز کو گناہ قرار دیتے ہیں۔ دوسرا اوس کو عین ثواب۔ علمی طور سے یہ مانا جاتا ہے۔ کہ انسان کیڑے سے ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچا ہے اور آخیر میں اس کے لئے یہ امتیاز پیدا ہو گیا۔ اس امتیاز کے ذریعے سے ایک کو اچھا اور ایک کو برا کہتا ہے۔ دوم۔ شیطان کیا چیز ہے اور خدا ایسا وسیع علم والا قادر ہو کر کیوں اجازت دیتا ہے کہ شیطان اپنی بدی پھیلائے

مسیح۔ جو لوگ خدا کی ہستی کو مانتے ہیں۔ ان کے مذاق پر ہم گفتگو کرتے ہیں۔ انسان کی زندگی اسی دنیا تک محدود

نہیں۔ بلکہ وہ ایک قسم کی دائمی زندگی رکھتا ہے۔ تمام قسم کی راحت و خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے۔ جو شخص اس کو چھوڑتا ہے۔ خواہ وہ کسی پہلو سے چھوڑتا ہے۔ اس حالت میں اسے کہا جاتا ہے کہ اوس نے گناہ کیا۔ پھر خدا نے محض انسانوں کی فطرت پر نظر کر کے جو اعمال ان کے حق میں مضر پڑتے ہیں۔ اون کا نام گناہ رکھدیا اون میں سے بعض مناہی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی نہی کی حکمت تک انسان نہ پہونچ سکے۔ جو شخص چوری کرتا ہے وہ بیشک دوسرے کا نقصان کرتا ہے مگر اس کے ساتھ اپنی پاک زندگانی کا بھی نقصان کرتا ہے۔ اسی طرح جو زنا کرتا ہے۔ وہ بھی دوسرے کے حق میں دست اندازی کرنے کے علاوہ اپنا نقصان بھی کر لیتا ہے۔ پس جس قدر باتیں انسانی پاکیزگی کے خلاف ہیں۔ جن سے انسان خدا سے دور ہو جاوین۔ وہ گناہ ہے بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ جو عام سمجھ میں نہ آسکیں۔ مگر یقین رکھو کہ خدا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ وہ انسان کے لئے وہی بات تجویز کرتا ہے۔ جو اس کی فطرت کے لئے بہت ضروری ہو۔ جیسے ڈاکٹر بیمار کے لئے کچھ تجویز کرتا ہے۔ اب بیمار اس پر اعتراض کرے تو یہ اوس کی غلطی ہے۔ بیمار کو تو ڈاکٹر کا مشکور ہونا چاہیئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نکمی نقصان دینے والی مضر اشیاء کی نسبت نہ بتاتا تو یہ بھی اس کا اختیار تھا۔ مگر وہ رب العالمین ہے اس لئے اس نے بتا دیا۔ جیسے بیماروں کے لئے پرہیز ہیں۔ اور اون کا توڑنا گناہ ہے۔ اسی طرح روحانی سلسلہ میں بعض پرہیز ہیں۔ جن پر کاربند رہنا خود آدمی کے لئے مفید ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ انسان کی سچی پاکیزگی اور سچی راحت اور آرام کا موجب خدا کی محبت اور اس کا وصال ہے۔ جن باتوں کو خدا اپنے تقدس کی وجہ سے نہیں چاہتا۔ اون کا نہ چھوڑنا گناہ ہے۔ پھر یہ بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گناہ والی چیزوں کو تقریباً تمام قومیں گناہ مانتی ہیں مثلاً سب مذاہب میں چوری۔ جھوٹ۔ زنا گناہ ہے اور سب کو تسلیم ہے۔ کہ یہ اللہ کے تقدس کے خلاف اور انسانی فطرت کے مضر ہیں۔ پھر ہر ایک شخص اپنے گناہ کو محسوس کر لیتا ہے ایک شخص کسی کے بچہ کو مارے وہ خود محسوس کر لیتا ہے۔ کہ میں نے برا کیا۔ بچہ کے ... دے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ نیکی کی۔ پس گناہ کی پہچان مشکل نہیں۔ اور نہ اوس کی نسبت قوموں میں

کوئی ایسا اختلاف ہے۔ شیطان کے بارے میں جیسے کہ میں نے کئی مرتبہ بیان کیا۔ انسان کی سرشت میں دو قوتیں رکھی گئی ہیں۔ ایک قوت نیکی کیطرف کھینچتی ہے اور دوسری بدی کی تحریک کرتی رہتی ہے۔ یہ اس لئے تا اس آزمائش میں پڑ کر پاس ہو اور بدی سے رکنے کا ثواب پائے اور الٰہی اطاعت کا انعام حاصل کرے۔ دوسرے لفظوں میں۔ اس بدی کے محرک کو شیطان کہہ لو۔ ہم اکیلے شیطان کے قائل نہیں۔ بلکہ ہم تو شیطان کے ساتھ فرشتہ کے بھی قائل ہیں۔ ہم ان باتوں کے قائل نہیں۔ جیسے عیسائی کہتے ہیں۔ بلکہ ہم داعی خیر کو فرشتہ اور داعی شر کو شیطان سے تعبیر کرتے ہیں

باعث وجود گناہ **انگریز۔** گناہ کا وجود ہی کیوں ہے

مسیح۔ خدا کسی بدی کا ارادہ نہیں کرتا نہ وہ بدی پر راضی ہے۔ مگر اوس نے انسان کو نیکی و بدی کا اختیار دیا۔ تا نیکی پر ثواب کا مستحق ہو۔ کیونکہ اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہوتا۔ تو خیر کا بھی نہ ہوتا۔ اس بات کو خوب سمجھ لو۔ کہ اگر گناہ نہ ہو تو خیر بھی نہ ہو۔ نیکی کیا ہے یہی کہ اگر چوری کا موقعہ ہو۔ تو چوری نہ کرے۔ زنا کا موقعہ ہو زنا نہ کرے۔ اب دیکھو۔ چوری و زنا کا وجود تھا۔ جبھی تو اس سے رکنے کا نام نیکی ہوا۔ پس بدی کے پیدا کرنے میں یہ حکمت تھی۔ دراصل یہ بھی نیکی کی خدمت میں لگی ہے۔ دوسرا جواب یہ بھی ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کو مانتا اور اوسے علیم و حکیم جانتا ہے۔ اسے اس کے فعلوں پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مثلاً کوئی شخص پوچھے۔ سورج اس طرف کیوں جاتا ہے۔ اس طرف کیوں نہیں جاتا۔ تو یہ غلط ہے

اس کے بعد پھر زیادہ تشریح کے طور پر فرمایا۔

ایک شخص چیخنے کے سوا نہیں بول سکتا۔ جو کسی کو پسند نہیں ہے اور دوسرا وہ ہے جسکی آواز ہی نرم ہے تو اب نرم آواز کا ثواب پہلے ہی کو ملیگا۔ مثلاً اگر ایک ہی حالت رکھتا ہل ہی نہ سکتا۔ تو اوس کے لئے کوئی کام نیکی ہو ہی نہ سکتا۔ اصل میں افراط و تفریط کی حالت ہی نیکی بناتی ہے۔ پھر چونکہ اوسے اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ہر رخ ہر پہلو میں ترقی کر سکتا ہے۔ اس لئے دراصل بدی نیکی بنانے میں مدد دے رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر بدی کی طاقت انسان میں نہ ہوتی۔ تو نیکی کا وجود ہی نہ ہوتا۔ مثلاً پرند میں وہ ایک ہی طرز پر ہیں اس لئے ان کا کوئی کام نیکی کا نہیں سمجھا جاتا۔ جیسا کہ بدی کا نہیں سمجھتے

انسان میں اگر اخلاق ذمیمہ نہ ہوتے۔ تو کس طرح اس کے خلاف کو اخلاق حمیدہ کہتے۔ جب ہم کہتے ہیں فلاں نیک ہے۔ تو بدی کا تصور اوس کے ساتھ ضروری ہے یعنی فلاں بدی کے خلاف اسمیں اخلاق ہیں۔ اگر ایک ہی پہلو پر انسان کو پیدا کیا جاتا۔ تو دوسرے پہلو پر ثواب یا عقاب نہ ہوتا۔ اللہ نے ہر انسان کو دونوں پہلوؤں پر قادر کیا ہے۔ جب ہی نیکی طرف جانے سے انعام ملتا ہے۔ کیونکہ اوس نے نیکی کی۔ مگر اس نیکی کا وجود جب ہی ہوا کہ پہلے اس میں انتقام کی قوت تھی۔ اگر کسی کے ہاتھ نہیں اور وہ کہے کہ میں نے فلاں بے گناہ کو نہیں مارا۔ تو یہ نیکی نہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے کوئی انکار کر سکے۔ کیونکہ بدیہیات محسوسہ مشہودہ کا انکار نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک قوت جو انسان کو دیگئی ہے۔ وہ بذاتہ بری نہیں بلکہ اس کا بد استعمال (خلاف موقعہ و محل) اوس سے بدی پیدا کراتا ہے۔

اتنا سُن چکنے کے بعد انگریز کے دل میں ایک سائنس کا مسئلہ پیدا ہوا۔ کہ دنیا میں دو طاقتیں ہیں۔ مثبت اور منفی۔ مثبت کو استعمال کرتے جائیں۔ تو منفی بڑھتی جائے گی۔ اسی طرح اگر ہم نیکی کو استعمال کریں گے۔ تو بدی بڑھکر دنیا کو تباہ کر دے گی۔

اسپر اسے سمجھا دیا گیا۔ کہ اللہ اور انسان کے درمیان ایک خاص تعلق ہے۔ انسان اللہ کو ملنا چاہتا ہے۔ اس میں جدائی ڈالنے والی چیز گناہ ہے۔ جوں جوں تعلق بڑھتا جاتا ہے۔ قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک خاص نقطہ پر پہونچکر جھٹ ایکدوسرے سے مل جاتا ہے

نجات عیسوی **انگریز۔** میرے دو سوال ہیں (۱) عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ شیطان سے دنیا گمراہ ہو گئی۔ خدا نے پھر دوبارہ اکرام سے خریدا۔

مسیح۔ ہم تو اس کو لغو سمجھتے ہیں۔ جو اس کے قائل ہیں اون سے پوچھا جائے۔

ترقی ہے یا تنزل **انگریز۔** دنیا کے عام نظارہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انسان ادنےٰ سے اعلےٰ حالت کیطرف ترقی کر رہا ہے مگر عیسائی کہتے ہیں کہ انسان اعلےٰ سے ادنےٰ حالت کو پہونچا۔ پہلے اوس نے آدم کو پیدا کیا اور وہ گناہ سے ادنےٰ حالت کو پہنچا

مسیح۔ ہمارا عیسائیوں سا عقیدہ نہیں بلکہ ہم انکے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ (آدم کو جو جنت سے اتارا

گیا۔ تو یہ اس کے کمالات کے اظہار اور ان کو بڑھانے کے لئے تہا (بدر)

بعد الموت انگریز۔ مین آیندہ زندگی کے متعلق آپکے خیالات دریافت کرنا چاہتا ہون۔

مسیح ۔ جب اس زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو ایک نئی زندگی نئے لوازم کے ساتہہ شروع ہوتی ہے اگلی زندگی اسی زندگی کا ظل واثر ہے۔ جنہون نے اچہی تخم ریزی کی وہ وہان اپنے لئے اچہے پہل پائین گے جنہون نے بری تخم ریزی کی وہ پہل بہی برا پائین گے یہ نہین کہہ سکتے کہ اس زندگی کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی مثال عالم خواب سی ہے۔ جس وقت انسان سوجاتا ہے۔ معاً اس زندگی مین ایک انقلاب آجاتا ہے پہلی زندگی کا نام نہین رہتا۔ ہم اس مختصر وقت مین زیادہ تفصیل نہین دے سکتے۔

روحون سے ملاقات اس کے بعد میم نے کچھہ پوچہنا چاہا۔ اجازت پر اوس نے عرض کیا کہ آیا یہ ممکن ہے۔ کہ جو لوگ اس دنیا سے گذر چکے ہین اون سے ہم صحیح پیام واطلاع حاصل کرسکین۔

جناب مسیح نے فرمایا۔ کہ انسان کشفی طور سے گذشتہ روحون سے مل سکتا ہے۔ مگر اوس کے لئے یہ ضروری امر ہے۔ کہ روحانی مجاہدات کئے جاوین بے شک ان سے مفید مطلب باتین دریافت کر سکتا ہے مگر اوس کے لئے بہت سے مجاہدات کی ضرورت ہے۔ جو اس زمانہ کے لوگون سے نہین ہوسکتے۔ جبہی وہ ایسی باتون سے انکار کرتے ہین میرا مذہب ہے۔ کہ وہ خواب مین نہین بلکہ بیداری مین مردون سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح سے میری ملاقات ہوچکی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی ایسا ہی دوسرے اہل قبور سے مین نے ملاقات کی۔

یہ بات تو صحیح ہے۔ مگر ہر ایک کے لئے میسر نہین۔ انسان کے قلب کی حالت کچھہ ایسی ہے کہ اس مین اللہ تعالے نے بہت سے عجائبات ڈال رکہے ہین۔ جیسے کنوئین کو کہودا جائے۔ تو آخر بہت سی محنت کے بعد مصفا پانی نکل آتا ہے۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ پورے طور سے انتہا تک نہ پہونچے نتیجہ وصاف ظور حاصل نہین ہوسکتی۔

پروفیسر ریگ کا دوبارہ حضرت کی ملاقات کے واسطے آنا

اور

مشکل مسائل کا حل ہونا

پہلی ملاقات سے پروفیسر کی اس قدر تشفی ہوئی اور اوس کے سوالات پر جو جواب حضرت نے دئے ان سے وہ اس قدر خوش ہوا۔ کہ اوس نے بہت الحاح کے ساتہہ درخواست کی کہ اُسے ایک دفعہ پہر حضرت کی ملاقات کا موقعہ دیا جائے۔ چنانچہ حضرت کے حکم سے اوس کو اجازت دیگئی۔ کہ پیر کے دن تین بجے وہ آئے ٹہیک وقت پر پروفیسر صاحب اور اون کی بیوی حضرت کی ملاقات کے واسطے آگئے اون کے ساتہہ اون کا چہوٹا لڑکا بہی تہا۔ اس دلچسپ مکالمہ کی رپورٹ درج ذیل ہے مکالمہ اول کے وقت حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ترجمان تہے اور اس دفعہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے تہے۔

معمولی مزاج پرسی کے بعد سلسلہ کلام یون شروع ہوا

ذات وصفات باری تعالے پروفیسر۔ آیا آپ خدا کے متعلق یہ سمجہتے ہین۔ کہ وہ کوئی شخصیت رکہتا ہے اور اس مین جذبات ہین یا ایسا خدا ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے۔

مسیح موعود ۔ ہم اللہ تعالے کو شخص واحد سمجہتے ہین۔ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ ہم اوس کی نسبت یہی سمجہتے ہین کہ جیسا وہ آسمان پر ہے۔ ویسا ہی وہ زمین پر بہی ہے اور اس کے دو قسم کے تعلق پائے جاتے ہین۔ ایک اس کا عام تعلق جو کل مخلوقات سے ہے۔ دوسرا وہ تعلق اس کا جو خاص بندون کے ساتہہ ہوتا ہے جب وہ اپنے نفس کو پاک کرکے اس کی محبت مین ترقی کرتے ہین۔ تب وہ اون سے ایسا قریب ہوجاتا ہے جیسا کہ وہ اون کے اندر ہی سے بولتا ہے۔ یہ اس مین ایک عجیب بات ہے۔ کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے وہ بہت ہی قریب ہے۔ مگر پہر بہی یہ نہین کہہ سکتے جس طرح ایک جسم دوسرے سے قریب ہوتا ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہین کہہ سکتے۔ کہ اس کے نیچے کوئی اور چیز بہی ہے۔ وہ سب چیزون سے زیادہ ظاہر ہے مگر پہر بہی نہایت عمیق در عمیق ہے۔ جس قدر انسان سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے۔ اس قدر اس وجود پر اطلاع ہوجاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ جو نہایت درجہ قدوس ہے اپنے تقدس کی وجہ سے ناپاکی کو پسند نہین کرتا۔ چونکہ وہ رحیم کریم ہے۔ اس لئے نہین چاہتا کہ انسان ایسی راہون پر چلین۔ جن راہون مین اون کی ہلاکت ہے۔ پس یہ صفات ہین جکے لئے جذبات کا لفظ بولا گیا ہے) ہین جن کی بنا پر یہ مذہب کا سلسلہ جاری ہے۔

کیا خدا محبت ہے پروفیسر۔ اگر خدا بالکل محبت اور انصاف ہی ہے۔ تو پہر کیا وجہ ہے کہ ایک مخلوق کا گذارہ دوسرے کی ہلاکت پر ہے ایک چڑیا کو باز کہا لیتا ہے۔ پس کیون باز مین یہ کیفیت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ دوسرے کو کہا ئے۔ جو اس کی محبت و انصاف کا تقاضا نہین ہوسکتا۔

مسیح موعود ۔ جب محبت کا لفظ بولا جاتا ہے کہ خدا محبت ہے۔ تو وہ لوگ غلطی کرتے ہین۔ جو خدا مین بہی محبت کا وہی مفہوم سمجہتے ہین جو انسان مین سمجہتے ہین یاد رکہو کہ انسان مین جو کچھہ محبت یا غضب ہے اسی طرح کی محبت یا غضب خدا کیطرف منسوب نہین کر سکتے انسان جو کبہی سے محبت کرتا ہے۔ تو اوس کے فراق سے اوسے صدمہ پہونچتا ہے۔ مان بچے سے محبت کرتی ہے۔ اگر بچہ مرجائے تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے کسی کا محبوب جدا ہوجائے۔ تو اس کے فراق مین تڑپتا ہے پس کیا خدا کو بہی تکلیف پہونچتی ہے ہرگز نہین۔ پس خدا پر اس لفظ کا اطلاق نہین ہوسکتا۔ اسی طرح جسے کسی پر غضب آتا ہے وہ خود بہی ایک قسم کی سزا پالیتا ہے اس کے اندر سوزش سی پیدا ہوجاتی ہے۔ راحت وآرام جیسے تہا اس وقت جاتا رہتا ہے اس لئے ہم ان لفظون کو ان معنون کے ساتہہ پسند نہین کرتے۔ یہ ان لوگون کا کلام ہے۔ جو انسان کی حالت پر قیاس کرتے ہین۔ ہم تو خدا کی ایسی صفات کو ایسا ہی بے مثل قرار دیتے ہین۔ جیسا کہ وہ اپنی ذات مین بے مثل ہے پس ہم صرف یہ کہتے ہین۔ کہ جو اس کی رضا کے مطابق چلتا ہے اس پر وہ خوش ہے اور یہ لفظ جو ہین کہ خدا محبت ۔۔۔

نہیں استعمال کرتے نہ یہ استعمال کے لائق ہیں کیونکہ محبت کا لفظ سوز و گداز رکھتا ہے۔ غضب کرتے بھی تکلیف میں آتا ہے۔ اشتعال دکھ پہنچاتا ہے۔ پس ایسے ناقص الفاظ ان ناقص معنوں کے ساتھ استعمال نہیں کرتے۔ (یہاں یہ نکتہ حکیم الامت کا قاعدہ قابل یاد رکھنے کے ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے اسماء میں محب اور غاضب کا لفظ نہیں۔ یعنی بطور اسم فاعل و صفت مشبہ نہیں۔ ہاں فعلی رنگ میں ہے۔ ھو اللّٰہ یحب المتقین۔)

پروفیسر نے اس پر زیادہ تشریح چاہی کہ اعلیٰ طبقہ کا جانور ادنیٰ کو کیوں کھاتا ہے۔

مسیح موعودؑ۔ یہی بنا پر کہا ہے کہ جو اس کا رحم ہے یا غضب۔ ہم اس کی ایسی تشریح نہیں کر سکتے۔ جیسا انسانوں کے متعلق کرتے ہیں اس کا وسیع نظام پر از حکمت ہے۔ اس کے نظام میں ایسی حد سے زیادہ دست اندازی نہیں کر سکتے انسان اس کے دقیق مصالح میں دخل دے تو بات اچھا نتیجہ لانے والی نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ادنیٰ طبقہ کے جانوروں کے لئے اگر تکالیف کا حصہ ہے تو اوس کے لئے بھی ہے یہ عالم مختصر اور فانی ہے بعد اس کے ایک وسیع عالم ہے۔ جس میں اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ ہر ایک قسم کی خوشحالی دی جائے۔ پس جو یہاں دکھ اٹھائے گا۔ وہ اگلے جہان میں اس کا عوض پائیگا پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اعلیٰ درجے کے جانوروں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف سے وہ بھی خالی نہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مگر شیر اور قسم قسم کے درندے اسے کھا جاتے ہیں۔ پس کوئی دکھ سے خالی نہیں۔ کسی کو کسی رنگ میں تکلیف ہے کسی کو کسی میں۔ پس یہ کہنا غلط ہے۔ کہ کیوں ایک خاص گروہ کو تکلیف میں رکھا گیا۔ کیونکہ تمام مخلوقات کسی نہ کسی طرح دکھ اٹھا رہی ہے۔ چڑیا کو کھانے کے لئے باز ہے۔ تو باز کے لئے کوئی اور قسم کی تکلیف ہے۔ انسان اگر حیوان کو ذبح کرتا ہے تو اوس کے لئے اور قسم کی تکلیف ہوگی۔ پس ان دکھوں کے تدارک و تلافی کے لئے دوسرا جہان ہے اس عالم کے بعد جب دوسرا عالم آئے گا۔ تو سب کی تلافی ہوگی۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے اگر کوئی کہے۔ ایسا کیوں کیا تو جواب یہی کافی ہے کہ وہ مالک ہے اور مالک کو سب اختیار ہے۔

تکلیفیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ انسان کو کئی تکلیفوں سے مکلف کیا گیا ہے۔ خدا کی راہ میں مجاہدہ مشقت سفر جان دینا۔ اب حیوانوں کو یہ تکلیفیں کہاں ہیں انسان تو دوہری تکلیفیں اٹھاتا ہے ایک قضاء و قدر کی تکلیفیں اور دوسری شرعی تکالیف۔

پھر دیکھو کہ انسان کے حواس میں تیزی بہت ہے وہ دکھ کو جلدی محسوس کرتا ہے حیوانات میں یہ احساس کم ہے۔ جیسے خدا نے حیوانات کو عقل نہیں دی ویسا ہی انہیں مستی کی حالت میں رکھا ہوا ہے۔ وہ جو ذبح کے وقت تڑپتا ہے تو یہ جسمانی خواص کا تقاضا ہے احساس مصائب تو دراصل صرف انسان کے لئے ہے جس کے دماغی قویٰ بہت زیادہ تیز ہوتے ہیں۔ دیکھو مجھے حس کا مرض ہے۔ جیسے کوئی انگلی بھی لگا دے تو سخت تکلیف ہوتی ہے پس یہ نہ سمجھو کہ دکھ صرف ایک خاص طبقہ کے لئے ہیں بلکہ سب کے لئے ہیں۔ اس لئے خدا کے انصاف پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

پروفیسر۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ان تکالیف کا عوض ملیگا۔ کیا اون جانوروں کو بھی ملیگا۔

مسیح موعودؑ۔ ہاں ہم یقین کرتے ہیں کہ ان کو ملیگا۔

پروفیسر۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ادنیٰ درجے کے جانوروں کے روح بھی مرنے کے بعد باقی رہیں

مسیح موعودؑ۔ ہاں کیوں نہ رہینگے۔

انسان کب سے ہے

پروفیسر۔ آدم حوا جیحون و سیحون کے درمیان پیدا ہوئے تھے۔ کیا امریکہ والے بھی اسی آدم کی اولاد میں جیسا کہ مشہور ہے اور عیسائی کہتے ہیں۔ کہ ایک آدم کی سب اولاد ہیں

مسیح موعودؑ۔ ہم اس بات کے قائل نہیں کہ ایک ہی آدم تھا۔ کئی آدم ہوئے ہیں۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کہ آدم کسی کا جانشین تھا ہم توریت کی پیروی نہیں کرتے کہ اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔ جو کچھ ہے اس آدم سے ہے اور نہ ہم ایسی بات کے قائل ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ زمانہ چند ہزار برس سے ہے بلکہ پہلے سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ امریکہ والے اسی آدم کی اولاد ہیں۔ محی الدین عربی لکھتے ہیں کہ میں حج کو گیا کشف میں دریافت کیا کیا یہ آدم ہے۔ جواب ملا۔ تو کس آدم کی تلاش کرتا ہے ہزاروں آدم گذر چکے ہیں

ڈارون کی تھیوری

پروفیسر۔ کیا حضور مسئلہ ارتقاء کے قائل ہیں اور اگر یہ مانتے ہیں۔ تو پھر روح کب پیدا ہوئی

مسیح موعودؑ۔ ہمارا مذہب یہ نہیں کہ انسان کسی وقت بندر تھا پھر دُم کٹ گئی اور انسان بن گیا یہ تو صرف دعویٰ ہے۔ بار ثبوت مدعی پر ہے۔ ہم قائل ہو سکتے ہیں اگر کوئی ایسا بندر پیش کیا جائے۔ جو رفتہ رفتہ انسان بن گیا ہو ہم ایسے قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد نہیں رکھ سکتے۔ موجودہ زمانہ کا عام نظارہ جو ہے وہ یہی ہے کہ بندر سے بندر پیدا ہوتا ہے اور انسان سے انسان۔ یہ جو اس کے خلاف ہے وہ قصہ ہے۔ واقعی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ انسان ہی سے انسان پیدا ہوتا ہے اور پہلے دن آدم ہی بنا تھا۔ روح کے متعلق ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ایک مخلوق چیز ہے۔ جو اسی عنصری مادہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے نظائر ہم نے چشمہ معرفت میں دیئے ہیں یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے اور یہی ڈاکٹری تشریحوں سے معلوم ہوتا ہے۔ وہی نطفہ جو ہوتا ہے۔ اس میں روح ہوتی ہے۔ وہ نشو و نما ترقی پاتی پاتی بڑی ہو جاتی ہے جبھی تو فرمایا۔ ثم انشاناہ خلقا اخر۔ یہ بات بالکل صحیح نہیں۔ کہ روح ابتدا سے چلی آتی ہے اس طرح خدا تعالیٰ کی حکمت پر بہت سے اعتراض ہوتے جاتے ہیں۔ پس ہم کسی ثابت شدہ سچائی سے انکار نہیں کر سکتے۔

اسلام سائنس کے مطابق

پروفیسر۔ مجھے بہت خوشی ہے۔ کہ آپ کا مذہب سائنس کے مطابق ہے۔

مسیح موعودؑ۔ اسی لئے تو خدا نے ہمیں بھیجا تا ہم دنیا پر ظاہر کریں۔ کہ مذہب کی کوئی بات سچی و ثابت شدہ حقیقت سائنس کے خلاف نہیں۔

اجرام سماوی

پروفیسر۔ امریکہ میں ہیئت والے بہت ہیں۔ اون کی رائے ہے کہ جو زندگی ہے۔ وہ مریخ سے اتری ہے۔ چاند جو پیدا ہوا ہے زمین سے ہے۔ زمین میں زندگی کی کیفیت بھی آپ کی کیا رائے ہے اور وہ کہتے ہیں عقل مشتری سے آئی

مسیح موعودؑ۔ زندگی اور قویٰ کا سرچشمہ تو

باری تعالیٰ نے ہے امر سے سورج چاند و دیگر اجرام سماوی کو انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ وہ جب پیٹ میں تیار ہوتا ہے تو اجرام سماوی کی تاثیرات سے فائدہ اوٹھاتا ہے۔ سبعہ سیارہ کا اثر بھی ہے۔ یہ تاثیرات ہماری شریعت کے مخالف نہیں۔ لیکن ہم ایسی بات کو جو ثابت شدہ نہ ہو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کہ انسان کی ترتیب میں اجرام سماوی کا حصہ بھی ہے۔ جیسے کہ چاند کی روشنی سے پھل پکتے ہیں اور انار کے پکنے اور پھوٹنے کی آواز بھی نکلتی ہے۔

روح کے اقسام

پروفیسر۔ کیا جو کچھ ہم میں اور دوسرے پرندوں میں ہے اوس کا نام بھی رُوح ہے

مسیح موعودؑ۔ رُوح تین قسم کی ہے۔ روح نباتی حیوانی۔ انسانی۔ حقیقی کمالات کی جامع حقیقی زندگی کی وارث انسان کی روح ہے۔ پھر حیوانات کی روح اس سے کم درجہ نباتات کی اس سے کم۔ نباتات میں بھی ایک قسم کا احساس ہوتا ہے۔ ایک بوٹا ہے جب کسی گھر میں لگایا جائے جب چھت قریب آجاتا ہے تو وہ اپنا رُخ کسی اور طرف پھیر لیتا ہے۔ چھوئی موئی ایک بوٹی ہے۔ اس میں بھی شعور ہے۔ اب اس سے زیادہ ان معاملات میں پڑنا اور کنہ حقیقت میں پہونچنے کی کوشش فضول ہے

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

انسان قابل عفو

پروفیسر۔ جب ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ مگر وہ بدی کی طرف جاتا ہے۔ تو کیا وہ اس کی غلطیاں قابل معافی نہیں؟ کیا یہ عقیدہ صحیح ہے۔ کہ انسان بغیر اس کے نجات نہ پاوے گا۔ جبتک اس کے لئے ایک خاص کفارہ نہ ہو۔

مسیح موعودؑ۔ یہ عقیدہ بالکل لغو ہے۔ انسان اپنے اعمال صالحہ سے خدا کے فضل کو جذب کرتا ہے اور اس فضل پر اس کی نجات ہے۔ دنیا میں دیکھو کہ انسان تخم ریزی کرتا ہے۔ پھر اس پر محنت کرتا ہے آخر اس کا نتیجہ پاتا ہے۔ کسی کفارہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ الدنیا مزرعة الاخرة جیسا کروگے ویسا پاؤگے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی رحمت سب پر عام ہے۔

بقیہ فلیسفہ۔ واقعی یہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ انسان لاکھ نیکی کرے۔ پھر بھی اوس کی نیکی رائیگان جائے جب تک کفارہ پر ایمان نہ لاوے۔ اس کے بعد امریکن سیاح ایک جیم کے کمرے سے ہو کر شکریہ ادا کیا۔ اور اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی اور تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی۔ اور مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان ہو گیا۔ اور یہ اطمینان سوائے خدا کے نبی کے سوا کسی میں نہیں۔)

ہمارے مخالفین کس حال میں ہیں

جب سے حضرت اقدس مسیح موعود لاہور میں آئے ہیں آپ کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ایک میدان میں چند مخالف بھی روزانہ شام کے وقت جمع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں شامل ہونے والے لوگ قابل ذکر نہیں۔ جو وعظ وہاں ہوتا ہے اوس کا نمونہ شاید یہی کافی ہوگا۔ کہ ایک دن میں اتفاق سے وہاں گیا۔ چونکہ وہ زمین بر لب سڑک ہے اس واسطے سڑک پر میں چند منٹ کھڑا ہو گیا۔ اور ایک مولوی صاحب وعظ کر رہے تھے۔ کہ لوگ قرآن قرآن لئے پھرتے ہیں۔ قرآن سے کیا ہوتا ہے۔ قرآن تو شیطان نے بھی پڑھا ہے اور جو حدیث آئی ہو پھر لو۔ تم کو چاہیئے۔ کہ اپنے مذہب پر پکے رہو اور بس۔ یہ ہمارے مولوی صاحب ہیں اور ضرور تھا کہ وہ ایسے ہوتے۔ ورنہ مسیح موعود کی آمد کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایک دن اسی میدان میں شہر کے بہت سے مولوی بھی جمع ہوئے تھے۔ جن کی تقریر کو ہمارے نامہ نگار نے محض سننے کی خاطر جا کر سنا تھا۔ اور اون کی رپورٹ درج ذیل ہے۔ اس کے پڑھنے سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمارے مخالفین کس دکھ کی حالت میں ہیں لیکن بالمقابل حضرت مسیح موعود کا سلسلہ اپنی روزانہ ترقی میں اتنا بڑھ گیا ہے۔ کہ اب آپ کو ایسے بیہودہ امور کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ شاید آپ کو یہ خبر بھی ہوئی ہے یا کہ نہیں۔ کہ مخالف کیا بکواس کرتے پھرتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ ان لوگوں کی مخالفت کی زد سے بہت اونچا نکل گیا ہے بہرحال وہ رپورٹ یہ ہے۔ (ایڈیٹر)

۱۸ مئی کی شام وہی جس میں لاہور کے علماء کی تہذیب کا نمونہ دکھلایا جا کر حق پژوہی شرافت۔ متانت۔ علمیت کا جنازہ پڑھا گیا۔ اس قدر مغلظات فاحشہ کی گئیں اور بے نقط سنائی گئیں۔ کہ میں نہیں خیال کر سکتا اس سے بڑھ کر اور کونسا توہین آمیز جگر دوز لفظ تھا جو استعمال کیا جاتا۔ میں مخالف سے مخالف تقریر و تحریر کو نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ سننے پڑھنے کے لئے تیار ہوں اور میرے دوست خوب جانتے ہیں۔ کہ

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

کے اصول پر میں کس قدر کاربند ہوں مگر تاہم افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایسے مغلظات کی مجھے ان علماء سے ہرگز امید نہ تھی۔

مولوی اصغر علی روحی کو میں عالم سنتا تھا اور میرا خیال تھا۔ کہ وہ اپنی قوت بر ہانیہ کے جوہر دکھائیں گے مگر افسوس کہ انہوں نے نہایت رکیک باتوں سے کام لیا جن کی ایسے مدعی علم و فضل سے امید نہیں کی جا سکتی اون کے لہجہ سے چھچھوراپن پایا جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی سے ڈر رہے ہیں۔ اور اگر کوئی سامنے آ جائے تو سامنے سے بھی نہ ٹلیں۔

(۱) آپ نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نبی کہلانے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر اپنے منکر کو جہنمی اور کافر کیوں کہتے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں اس کم فہمی پر۔ حضرت مرزا صاحب کو مکالمہ و مخاطبہ الٰہی کا دعوے ہے۔ آپ کا انکار خدا کے کلام کا انکار ہے اور خدا کے کلام کا منکر جہنمی نہیں تو اور کون ہے۔ بہرحال تو تصحیح نقل ضروری ہے علی اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ منجر بکفر ہو جاتا ہے۔ پہلے کسی کو کافر نہیں کہا گیا۔

(۲) معجزہ شق القمر کے منکر ہیں۔ معراج کے منکر ہیں حشر اجساد کے منکر ہیں۔ معجزات کے منکر ہیں۔ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین ثم لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ع

چو گفتی دلیلش بیار

(۳) کہا۔ میں نے ایک احمدی سے کہا صاحب جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ عین قرآن و سنت ہے یا غیر۔ عین ہے تو ان کی آمد کی ضرورت باطل۔ اگر غیر تو بھی باطل۔ اس دلیل پر بڑا گھمنڈ تھا مگر حماقت و جہل ہر کسی کا بیہودہ اشبہ جانے سے اس کی کمزوری کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ بیچاری مجدد

مسجد آسمانی سے بعثت اولیاء اللہ ہونے کے اور آخر الآئمہ مسیح یا مہدی مزعومہ اصغر علی - ان سب کی نسبت بھی یہی سوال ہو سکتا ہے - فما ھو جوابکم فھو جوابنا -

(۴) لا تجتمع امتی علی ضلالۃ

ہر چند کہ سواد اعظم سے مراد گروہ کثیر لینا اون کی علمیت کی پردہ دری کر رہا ہے اور ان تطع اکثر من فی الارض اس کی تردید - مگر تاہم ہم پوچھتے ہیں - کہ کب تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے - جس کے خلاف احمدیوں کا عقیدہ ہے -

(۵) اگر ایک پیشگوئی بھی صحیح ہوئی ہو - تو میں ایمان لے آؤں - حضرت! پیشگوئیاں تو ہزار ہا پوری ہو چکیں مگر آپ لولا انزل علیہ آیۃ پکارتے چلے جاتے ہیں - آپ سب سے بڑا اعتراض جس پیشگوئی پر سمجھتے ہیں پیش کریں - انشاء اللہ ایک ادنے خادم مسیح موعود کا آپ کی تشفی کر دیگا -

(۶) مرزا معجزہ کرامت لئے پھرتا ہے یہ باتیں تو ہندؤوں میں بھی پائی جاتی ہیں - چلو - میں تمہیں کئی خرق عادت والے دکھا دوں - اصغر علی صاحب! آپ غور کریں یہ حملہ آپ نے تمام انبیاء کرام اور ہمارے سید و مولٰے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین پر کیا ہے یا حضرت مرزا صاحب پر! ایک مدعی علم و فضل کے موہنہ سے یہ کلمات سنکر میں تو انگشت بدندان رہگیا - دیکھا مامور من اللہ سے بغض کا نتیجہ - کہاں تک پہنچا دیا

ایک اور صاحب اٹھے تھے - آپ نے گالیوں کا ایک لمبا فقرہ یاد کر رکھا تھا - جو ایک دم میں کہہ جاتے تھے آپ نے ایک اشتہار پڑھا - جس میں حضرت اقدس اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں - کہ تم کامل ایمان پیدا کرو - اور ٹھٹھے کی مجلسوں سے الگ رہو - پھر آپ نے عجب منطق چھانٹی - چنانچہ کہا کہ اس سے ثابت ہوا - کہ مرزائیوں میں ایمان نہیں - جبھی تو کہا گیا کامل ایمان پیدا کرو اور وہ ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں - جبھی اس سے منع کیا - کوئی اس بندۂ خدا سے پوچھے - کہ کسی چیز سے ہی اوس کے وجود پر دال ہے - تو لا تقربوا الزنا کہتے وقت تمام مخاطب صحابہ اس میں ملوث بالعہد تھے؟ کیسی بیہودہ دلیل ہے - پھر آپ نے ایک نظم حضرت صاحب کی ہجو میں پڑھی - جب سے

ڈاکہ ہلاں اٹھا - مگر سمجھا - ... مقام احمد ہے

پھر چپ چپ تو ... ہوکر ... پڑھتے رہے ...

عبد اللہ صاحب ٹونکی نے آواز دی - نقل کفر کفر نباشد یہ ان لوگوں کی سمجھ کا یا نیک نیتی کا نمونہ ہے -

پھر مولوی غلام اللہ قصوری نے اپنے استخارہ کا حال بیان کیا اور اسی کے ضمن میں عجیب عجیب باتیں کہیں جس سے کسی ناواقف کو مخبوط الحواسی کا گمان ہو سکتا تھا - ایک طرف تو کہا کہ نبوت بکلی مسدود ہو چکی - یہ جزئی نبوت کیا چیز ہے - دوسری جانب پھر خود ہی موہنہ سے نکل گیا - خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے آپ اپنی خواب پر نازاں ہیں اور جزئی نبوت کا عہدہ اپنے لئے مخصوص کرتے جاتے ہیں - حضرت صاحب کو بری صورت میں دیکھنے کا بار بار ذکر کرتے اور یہ خیال کرتے - کہ مامور من اللہ کا چہرہ آئینہ کا کام دیتا ہے - پھر ایک طرف تو کہا کہ میں نے طلب حق کے لئے استخارہ کیا - دوسری طرف یہ کہ میں نے مرزا صاحب کو کہا کہ میں تمہارا سخت مخالف ہوں ابھی استخارہ تو کل خیالات نفسانی سے پاک ہو کر کیا جاتا ہے نہ کہ مخالفت کا خیال ساتھ رکھ کر اور پہلے ہی ایک رائے قائم کر کے پھر ایک طرف تو کہا - کوئی خدا کا بندہ اور ہے میری ملاقات مرزا صاحب سے کرائے - وہ اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کریں - سب سے پہلے ایمان لانے والا میں ہوں - دوسری طرف دوبارہ یہ کہا - کہ اگر مرزا جس جگہ میں ہوں اس کو اٹھا کر آسمان پر لے جائے اور پھر آسمان سے نیچے اتار لائے اور کہے لے غلام اللہ تو مجھ پر ایمان لا تو میں ہرگز نہ مانوں - مجھے اس متناقض کلام سے سخت حیرت ہو رہی تھی؟ - پھر مسلمانوں کو بار بار بہڑکا یا کہ تم کچھ کرتے نہیں - گورنمنٹ میں مرزا کے خلاف عرضی دو - ادہر یہ مولوی اصغر علی نے ایک کتاب سے عبارت پڑہی اور کہیں ... ذکر کیا - اور اون کے ضال و مضل ہونے کی یہ دلیل دی کہ وہ کہتا تھا - میں تمہارے اختلاف اٹھانے آیا ہوں اور عقائد فاسدہ کی اصلاح کرنے اسی طرح مرزا کہتا ہے - پس یہ جھوٹا ہے - کیوں جناب اگر یہ قول کسی کے کذب کی دلیل ہو سکتا ہے - تو اعوذ ان احدل بینکم ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ - کہنے والے پر بھی یہی فتویٰ لگاؤ گے - پھر بیان کیا کہ اس قسم کے لوگوں کو زجر و توبیخ چاہیئے باز نہ آئیں - تو واجب القتل ہیں - مجھے مولوی اصغر علی صاحب کے خوفناک خیالات و عقائد سے

جو وہ احمدیوں کی نسبت رکھتے ہیں ڈر ہے - کہ وہ کہیں اسلامیہ کالج کے بہت سے احمدی لڑکوں کے لئے تکلیف دہ ثابت نہ ہوں کیونکہ جو احمدیوں کو واجب القتل سمجھتا ہے اور اس کا جلسہ میں اعلان کرتا ہے وہ احمدی طلباء کو محبت و شفقت سے کیا پڑھائے گا - کہیں یہ عقیدہ عملی صورت میں رنگ نہ لائے - انجمن حمایت اسلام کی کارکن کمیٹی کی خصوصیت سے توجہ درکار ہے - کیونکہ ہماری جماعت کے بہت سے طلبۃ العلم ان سے پڑھتے ہیں - پھر حمایت الاسلام کا ملازم اور نمک خوار ہو کر اونہوں نے حمایت الاسلام کی توہین سنی اور خاموش رہے - جب جعفر زٹلی صاحب بالقابہ نے دو چار بار حمایت اسلام والوں کو اسلام کا مخالف کہا اور بیان کیا کہ اونہوں نے ہمیں وعظ کے لئے اپنے کالج کی زمین نہیں دی! اس کے بعد ایک پنجابی شاعر نے مغلظات سے پر ایک نظم پڑہی - اس پر خوب تالیاں بجائی گئیں - یہ سب کچھ علمائے کرام مولوی اصغر علی روحی مولوی فاضل محمد عبد اللہ ٹونکوی وغیرہ حضرات کی موجودگی میں ہوا - کیا تالیاں پیٹنا شرعاً جائز ہے اور کیا ان علماء میں سے کسی نے منع کیا - کیا ذاتی حملے اور ایسی فحش گالیاں بک کر احمدیوں کا دل دکھانا شرافت تھا اور پھر یہ کہ اس نظم کو چھاپ دیا جائے - مگر میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں یہ نظم کبھی نہ چھپیگی - فحش نویسی کے جرم میں ماخوذ ہو جانا نہایت ہی یقینی امر ہے -

سب سے اخیر میں ان علماء کی شرافت و متانت و علمیت کی فاتحہ پڑھتے ہوئے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا مولوی نور الدین صاحب درس دیتے ہیں - مگر کیا کوئی غیر احمدی ثابت کر سکتا ہے - کہ کبھی اشارۃً یا کنایۃً چہ جائیکہ صراحتاً مولوی صاحب نے کبھی اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے کسی کو برا بھلا کہا بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اونہوں نے کبھی خصوصیت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی نہیں کیا - یہ ہے امن پسندی

نوٹ سلہ جو محبت اور اخلاص حضرت مولوی الحکیم مولوی نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے وہ اس سے ظاہر ہے - کہ آپ باوجود ایک ایسا طبیب ہونے کے جو کسی بڑے شہر میں رہکر کم از کم ایک ہزار روپیہ ماہوار بلا تکلف بغیر کسی اشتہار دینے کے کما سکتے

اور صلحکاری اور یہ ہے ہمارا حوصلہ و تحمل و بردباری۔ کہ یہ سب کچھ سنکر احمدی جماعت نے کوئی جوش نہیں دکھلایا۔ ان کے سینے چھلنی کر دیئے گئے۔ مگر انہوں نے اُف تک نہیں کی۔ یہ امام ہمام کی مقدس تعلیم کا نتیجہ ہے سننے والے سنیں۔ دیکھنے والے دیکھیں۔ غور کرنے والے غور کریں۔

تشحیذ الاذہان

چونکہ رسالہ کی چھپوائی کا انتظام قادیان میں عمدگی سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور میں چھپوائی کا بندوبست کیا جاوے اس لئے ماہ جون کا رسالہ بروقت شائع نہیں ہو سکیگا احباب مجھے معذور سمجھیں۔ انشاء اللہ جون و جولائی کا پرچہ اکٹھا شائع ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

عبدالرحیم مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۔ ہیں اور باوجود ایک زمیندار جائداد ہونے و مکانات کے حضرت مہدی کی خاطر ایک گاؤں میں رہتے ہیں اور ایسے عشق (اگر یہ لفظ بولنا درست ہے) سے رہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ان کو ایک لاکھ روپیہ روزانہ بھی دے تو وہ ایک روز کے واسطے الگ نہیں ہونا چاہتے۔ ہاں اپنے امام کا حکم ہو تو پھر جان بھی قربان ہے ہر ایک سفر کیا ہر ایک محنت سے سخت تکلیف برداشت کرنے کیواسطے طیار ہیں۔ یہ وہ محبت کا رنگ ہے جو کوئی مرید اپنے مرشد کے لئے نہیں دکھا سکتا۔ لیکن باوجود ایسی محبت کے آپکے وعظ زیادہ تر عظمت الٰہی کے بیان اور تقوے اور سلامتی کے طریق سکھلانے پر اور حقانیت اسلام کے دلائل پر مشتمل ہوتا ہے اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی آ جاوے تو آ جاوے ورنہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے بیان کرنے میں وہ اکثر ایسے محو ہوتے ہیں کہ اپنے امام کے خاص بیان کیطرف بھی کم آتے ہیں چہ جائیکہ مخالفوں کا ذکر چھیڑ بیٹھیں اور ایسے لوگوں کے تذکرے سے اپنا اور سامعین کا وقت ضائع کریں۔ ہاں حضرت مسیح موعود

بدرِ مسیح لاہور

مورخہ ۲۴۔ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء

خدا کی تازہ وحی

۹ مئی ۱۹۰۸ء ۔ ۱۔ سرنگ

۲۔ الرحیل ثم الرحیل

۱۵ مئی ۱۹۰۸ء ۔ ڈرو مت مومنو

۱۷ " " ۔ انی مع الرسول اقوم

بیعت لاہور میں سلسلہ بیعت بہت کثرت سے جاری ہے۔ اور اس قدر مریدین سلسلہ حقہ میں ان تھوڑے سے ایام میں داخل ہوئے۔ کہ ہم سردست ان کے اسماء کو اخبار میں درج کرنے کی گنجائش نہیں دیکھتے۔ لیکن رفتہ رفتہ کوشش کی جائے گی۔ کہ وہ سب نام درج ہوں گے۔ باوجود اس مخالفت کے جو بعض نادان اب تک کر رہے ہیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا کے کاموں کو کوئی روک نہیں سکتا۔

احمدیہ ہوٹل باہر سے آنیوالے مہمانوں کیواسطے احمدیہ بلڈنگ میں ایک نان بائی کی دکان کا انتظام کیا گیا ہے۔ جہاں سے کھانا عمدہ مل سکیگا اور احباب کو انشاء اللہ تکلیف نہ ہوگی۔

تقریر حضرت کی تقریر انشاء اللہ تعالےٰ ۲۴ مئی کو اتوار کے دن ہوگی۔

درس قرآن حضرت مولوی نور الدین صاحب کا درس قرآن شریف روزانہ احمدیہ بلڈنگ کے میدان میں ہوتا ہے یہ درس ابتداء قرآن شریف کو شروع کیا گیا ہے۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب

اعلان متعلق بورڈنگ و عمارت مدرسہ تعلیم الاسلام

تمام احباب کو جن کے بچے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پاتے ہیں۔ لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ ہر ایک قسم کا روپیہ متعلق اخراجات خوراک وغیرہ بورڈنگ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ روانہ کیا کریں۔ کیونکہ بحکم صدر انجمن احمدیہ بورڈنگ کا حساب و کتاب دفتر محاسب میں تبدیل ہو آیا ہے۔ اور کسی صاحب کے نام روپیہ اس قسم کا روانہ نہ کیا جاوے

۲۔ جناب سکرٹری سب کمیٹی تعمیر نے درخواست پیش کی تھی۔ کہ عمارت نو مدرسہ و بورڈنگ ہوس جو اب بننے والی ہے خام بنے۔ جس پر حسب ذیل فوائد بیان کئے گئے۔

۱۔ خرچ کم ہوگا۔ جسے موجودہ جماعت بآسانی برداشت کرلے گی اور عمارت بھی اس قدر دیرپا ہوگی۔ کہ بعد میں آنے والی جماعت یعنے تابعین اپنے سرمایہ اور اپنے زمانہ کے فیشن کے مطابق عمارت پھر بنا لے گی۔

۲۔ زلزلوں سے خام مکان نسبتاً محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ خام مکان نسبتاً ٹھنڈا ہوتا ہے۔ خرچ کم ہونے کے باعث حفظان صحت کے قواعد کے مطابق بنوا سکتے ہیں۔

۴۔ اور مکانات مثلاً علیگڈھ وغیرہ میں بھی بورڈنگ خام ہی پسند ہوا ہے۔ اب یہ عاجز موافق فیصلہ صدر انجمن احمدیہ احباب احمدی کی خدمت میں ملتمس ہے کہ مفصلہ ذیل امور کی نسبت اپنی رائے سے اس خاکسار کو جلد مطلع فرماویں۔

۱۔ بورڈنگ پختہ بنے یا خام؟ (۲) مدرسہ پختہ ہو یا خام؟ (۳) ایک رائے یہ بھی ہے۔ کہ بورڈنگ غلافی بنے۔ یعنے باہر ایک اینٹ پختہ ہو اور اندر سے کچی ہو۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سکرٹری

رشتہ ناطہ بعض معزز احمدی احباب نے جو ارائیں قوم کے ہیں یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں کے رشتے اس سلسلہ میں کرنا چاہتے ہیں

خبردار چودھری مولا بخش صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص مسمی محمد شاہ نامی جو کہ اپنے آپ کو سید اور احمدی بیان کرتا تھا اور دیپا گھر موضع موہدی پور مدینہ ضلع گجرات بتلاتا تھا۔ میرے بھائی کے پاس گیا اور آکر بیان کیا کہ وہ احمدی ہے اور عرصہ دراز سے احمدی ہے اوس کی ہمشیرہ جوان ہے اور اب وہ نکاح کے لئے امداد کا سوالی ہے اور ایک صد روپیہ کی امداد طلب کی۔

لیکن چونکہ چوہدری غلام حسین ایک پکا مومن مخلص اور حقیقی احمدی ہے۔ اوس کو شک پیدا ہو گیا۔ اور حضرت صاحب کے متعلق چند ایک سوالات کئے جسکا جواب اوس سے کوئی نہ بن آیا۔ آخر کار روٹی کھا کر چپکے سے چلا گیا۔ اوس کا حلیہ حسب ذیل ہے۔

جوان عمر تخمیناً ۳۰ سال۔ داڑھی کتری ہوئی سیاہ فام۔ نیلا تہ بند۔ گلے میں واسکٹ و کرتہ شکل وصورت سے مراسی معلوم ہوتا تھا۔ احباب ایسے دھوکہ دینے والوں سے مطلع رہیں۔

قابل توجہ میونسپل کمیٹی لاہور موچی دروازہ سے جو براہ اندرون روڈ نام سڑک ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے۔ اور کیلیانوالی سڑک کے نام سے عام طور پر مشہور ہے۔ اس پر جسقدر گاڑیاں دن رات چلتی ہیں وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ شہر کے زیادہ حصہ کی آمد و رفت مسافران ریلوے و ملازمان مختلف محکہ جات ریلوے اسی راہ سے ہے۔ دن تو دن رہا رات کو بھی بہت کم کوئی ایسا وقت ہوتا ہوگا۔ جس وقت یہ سڑک چلتی نہ ہو۔ لیکن باوجود اس کثرت سے آمد و رفت کے بلحاظ چھڑکاؤ اور روشنی اس پر کافی نہیں۔ چھڑکاؤ بیل گاڑی سے کیا جاتا ہے جس سے سڑک کے بہت تھوڑے حصہ پر پانی گرتا ہے اور پانی بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ اور روشنی کی لالٹینیں بھی اول تو زیادہ فاصلہ پر ہیں۔ دوم۔ ان میں سے بعض ٹھیک کام نہیں دیتی۔ مثلاً عزیز منزل کے سامنے جو لالٹین ہے وہ رات کے پہلے حصہ سے ٹمٹمانا شروع ہو جاتی ہے اور صبح تک بجھتی تو نہیں۔ مگر اس کی روشنی اوس کے شیشوں کی چار دیواری کے اندر ہی محدود رہتی ہے

ہماری رائے میں میونسپل کمیٹی کو چاہیئے۔ کہ اس سڑک کا خاص طور پر خیال رکھے اور چھڑکاؤ کا انتظام کافی طور پر کرنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی روشنی کا بھی۔ امید ہے۔ کہ اتنا لکھنا توجہ حکام ذمہ وار کیواسطے کافی ہوگا۔

انتخاب الاخبار

سرحد مہمند کے عمرہ قلعہ کی جنگ میں دو لفٹنٹ چند سپاہی قتل ۲۲۔ زخمی ہو گئے ۲۰ بیچ

سندھ میں پولیس اضافہ کی گئی۔ تمام ہیڈ کنسٹیبلوں کی تنخواہوں میں ۵ روپیہ بڑھا دیا۔

شرقی بنگال سٹیٹ ریلوے کے سٹیشن راجباڑی پر تین قلی گرمی سے مر گئے۔ وہ ہلاک تیرا ہے عمل

احمد آباد سے شیواجی کا اتسب حکماً بند کیا ہے کہ اس میں تلوار پولیٹیکل بو باس ہے۔

ڈیڈ (برما) میں اراکان کمپنی کے گودام والان میں آگ سے دس بارہ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

بمبئی احاطہ میں پولیس کی کثرت تنخواہ ۹ روپیہ مقرر ہو کر لئے سہ روپیہ قرار پائی ہے۔

معلوم ہوا کہ کلکتہ کی انارکسٹ سازش کی رہنمائی حال موجود (امریکہ) سے کی جاتی ہے۔

ہمارے حضور شاہ قیصر کے ساتھ ملکہ قیصرہ انگلستان و پرنسس آف ویلز بھی سیر روس کو جاوینگی۔

امریکن کمپنی سکینڈرک کا ایک افسر جرم چوری ۱۰ لاکھ ڈالر پکڑا گیا۔ جس پر جیل سے بھاگ نکلا تھا۔

جاپان نے منچورین ریلوے کے لئے تین کروڑ پونڈ کے نوٹ لندن میں نافذ کئے۔ سکہ پختہ۔

انڈیانہ (امریکہ) کے فارم میں پندرہ انسانی لاشیں ملی ہیں لیکن قاتلوں کا پتہ نہیں۔

بکنگھم میں متصل ہانسلو پر ایک سخت حادثہ ریلوے ٹکر کا ہوا دونوں ایک ہی طرف جاتی تھیں۔

بجلی ٹرین سپیشل تھی ۳۸ مسافر ہلاک ۷۰ زخمی۔ تین مسافر گاڑیوں کے بالکل پرخچے اڑ گئے۔

دختر حضور وائسرائے کی شادی کی تقریب میں ایک عالی شان دعوت شملہ کے وائسریگل لاج میں دی جاوے گی

حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے

لاہور تشریف آوری کی خوشی و شکریہ میں میاں

معراج الدین عمر صاحب پروپرائٹر بدر براہین احمدیہ

کی قیمت میں

انتہائی رعایت کرتے ہیں

جو اصل لاگت سے بھی بہت کم ہے

براہین احمدیہ

بے جلد

نہایت خوشخط ڈمی کاغذ پر کاپی ہوا ہیں

کیمطابق چھپی ہوئی تا اطلاع ثانی بجائے

۵ کے ۲ میں ملیگی

۵ نسخے کے خریدار کو ۴ اور ۱۰ نسخے کے خریدار

کو ۳ فی نسخہ کے حساب سے دیا جاوے گی

اور مجلد کے لئے ۸ ر زائد

بجائے ۶ ر ۲ ر مجلد بجائے ۸ ر ۶ ر

دفتر اخبار بدر احمدیہ بلڈنگ

نولکھا سے طلب کرو

کھتری سماچار مشین پریس لاہور میں چھپا۔